راز

The 23 Words

محمد عثمان علی

سوچ کے اُفق پر جھلمل کرتی ایک نا قابل یقین عجیب وغریب دل ودماغ کو مبہوت کرتی کہانی۔

راز

The 23 Words

محمد عثمان علی

ڈرپبلی کیشنز
کتاب مارکیٹ نیواُردُو بازار کراچی
عثمان پبلی کیشنز
مہر آباد روڈ
میاں چنوں
Usman Publications
Mob:0300-6913282

جملہ حقوق بحق ناشران محفوظ ہیں۔

اس ناول کے تمام نام، مقام، کردار، واقعات اور پیش کردہ سچویشنز قطعی فرضی ہیں۔کسی قسم کی جُزوی یا کُلی مطابقت محض اتفاقیہ ہوگی جس کے لئے پبلشرز، مصنف، پرنٹرز قطعی ذمہ دار نہیں ہوں گے۔

ناشر.....محمد عثمان علی
پرنٹر.....یو آر ٹس ڈیزائن
قانونی مشیران.....سید علی ارسلان شاہ ایڈووکیٹ ملتان
.....علی رضا ایڈووکیٹ ہائی کورٹ میاں چنوں
مصنف.....محمد عثمان علی
مینجنگ ایڈیٹر.....خالد علی کراچی
سب ایڈیٹر.....شاہد علی کراچی
سرورق.....محمد عثمان علی
سن اشاعت:.....مئی ۲۰۱۲ ڈرائجسٹ کراچی
قیمت.....-/25 روپے

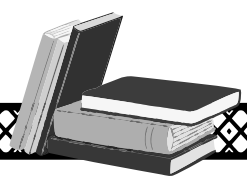

ڈیپبلی کیشنز
کتاب مارکیٹ نیو اُردو بازار کراچی

ڈیجیٹل پرنٹنگ و طابع:_____
عثمان پبلی کیشنز مہر آباد روڈ میاں چنوں
Mob:0300-6913282

سرد..... ٹھٹھرتی ہوئی رات کا پہر ہے، دُھندلحہ بہ لحہ پھیلتی جارہی ہے۔ ہرسُوں نیم وا اندھیرا پھیلا ہوا ہے۔ ماحول میں ..... ہر جانب خاموشی کا گہرا سکوت پھیلا ہو ہے۔ میں اس وقت ایک ایسی چیز کی کگر پر بیٹھا ہوا ہوں جسے بستر کہنے میں کوئی حرج نہیں۔ یہ چند آہنی ڈنڈوں اور تاروں کی مدد سے بنی ہوئی ہے۔ اس پر کوئی گدا بھی نہیں ہے۔ بس ایک زائد کمبل پڑا ہوا ہے۔ جس کا رنگ زیتونی ہے، یہ کسی بھی طرح سے کوئی آرام دہ چیز نہیں .....مگر یہ تو ان کی خواہش بھی ہے کہ میں زیادہ سے زیادہ بے آرامی محسوس کروں ..... مجھے سکون کی بجائے پریشانی لاحق ہو۔ تکلیف محسوس ہو۔ یہ جگہ کوئی تہہ خانہ ہے اور نہ ہی کسی اندھیری کوٹھی ..... بنگلے کا کوئی خفیہ کمرا ..... یہ ایک حوالات ہے۔ شہر کا بڑا اور کسی فلمی ہیرو کی طرح مشہور و معروف یہ پولیس اسٹیشن ہے۔ میں بات طویل نہیں کرنا چاہتا ..... اس لئے میں اس پولیس اسٹیشن کی تعریف میں زمین و آسمان کے قلابے نہیں باندھوں گا۔

وہ (پولیس والے) مجھے اس پولیس اسٹیشن کی حوالات سے نکال کر ضلعی جیل میں منتقل کرنے کا منصوبہ بھی رکھتے ہیں۔ اس کے بعد وہ مجھے پھانسی گھر ..... ہینگنگ ہاؤس روانہ کردیں گے ..... اس میں کوئی شک نہیں کہ مجھ پر پہلے مقدمہ چلے گا۔ مگر یہ صرف ایک رسمی کاروائی ہوگی۔ بات صرف اتنی ہی نہیں ہے کہ مجھے جس وقت اریسٹ کیا تھا .....تو میرے ہاتھ میں دھواں خارج کرتی ہوئی گن پکڑی ہوئی تھی اور میرا دوست کناٹ، جس کے حلق میں ایک

سوراخ ہوگیا تھا .....موت کے لمحات میں کچھ بولنے کی کوشش کر رہا تھا۔مگر موت نے اسے بولنے کی کچھ مہلت نہ دی .....اوراس کا جسم ساکت ہوگیا.....وہ ختم ہوگیا تھا۔ بلکہ میں نے بھی فوراً اور اسی وقت اقبال جرم کرلیا تھا۔ مجھے اچھی طرح معلوم تھا کہ میں کیا کر رہا ہوں۔ میں بالکل واقف تھا اس بات سے۔ یہ حرکت کینے کے زیر اثر کی گئی تھی اور یہی بات انہوں نے کہی تھی کہ میں نے لارنس کناٹ کو جان بوجھ کر موت کے گھاٹ اُتار ہے۔

وہ قاتلوں کو مار ڈالتے ہیں، لہذا وہ مجھے بھی ختم کرنے کا ارادہ رکھتے ہیں۔خصوصاً اس وجہ سے بھی کہ لارنس کناٹ نے میری جان بچائی تھی۔مگر میں ایسا سفاک نکلا تھا کہ میں نے اسی کو مار ڈالا تھا۔

بلاشبہ کچھ حقائق میرے حق میں بھی ہیں۔مگر مجھے توقع نہیں کہ ''جیوری'' ان سے حق متاثر ہوگئی.....!

لارنس کناٹ میرا برسوں پرانا دوست تھا۔ جنگ کے زمانے میں میرا اس سے رابطہ ٹوٹ گیا تھا۔ پھر ہماری ملاقات واشنگٹن میں ہوئی تھی۔یعنی جنگ کے خاتمے کے چند سال بعد.....اس عرصے میں ہماری ذہنی ہم آہنگی میں کچھ فرق آ گیا تھا۔ وہ اب ایک ایسا آدمی بن چکا تھا جس کے سامنے اپنا ایک مشن تھا، وہ کوئی کام بڑی محنت سے کر رہا تھا۔ وہ کیا کر رہا تھا.....؟ اوراس کا یہ کام کیسا تھا.....؟ اس کی نوعیت .....اس نے صیغہ راز میں رکھ چھوڑی تھی۔اس کی زندگی میں ایسی کوئی چیز نہ تھی۔ جو گفت وشنید کا ذریعہ بن سکتی .....اور رہی میری بات .....سو میری بھی اپنی زندگی تھی۔مگر میں کسی سائنسی تحقیق وغیرہ میں شامل نہیں ہوا تھا۔ مجھے میڈیکل اسکول سے خارج کردیا گیا تھا، جبکہ کناٹ نے تعلیم جاری رکھی تھی۔ میں بہرحال اس پر شرمندہ نہ تھا۔اس میں ندامت کی کوئی بات نہ تھی۔ دراصل میں لاشوں کو چیرنے پھاڑنے والا مزاج نہیں رکھتا تھا، مجھے یہ کام قطعی پسند نہ تھا اور میں اسے کرنا بھی نہیں چاہتا تھا اور بدرجہ مجبوری اگر میں کرتا بھی تو نہایت بری طرح.....ظاہر ہے کہ اسکول تو مجھے چھوڑنا ہی تھا سو میں نے چھوڑ دیا تھا۔

یہی وجہ تھی کہ میرے پاس ڈگریوں کی لائین بھی نہ تھی، سینیٹ گارڈ کی نوکری کے لئے ڈگریوں کی ضرورت بھی نہیں ہوتی۔سینیٹ گارڈ کی نوکری .....بھلا اس پیشے کی وقعت ہوتی ہے کیا.....؟ مگر مجھے پسند تھی۔آئی لائیک اٹ۔ اگر گارڈ آس پاس موجود ہوں تو سینیٹر صاحبان خاصے رہتے ہیں اور ان کا رویّہ دوستانہ رہتا ہے۔ ان سے اس عالم میں حکومت کے اندرونی

معاملات کے بارے میں اچھی خاصی معلومات مل جاتی ہیں۔ پھر ایک سینیٹر گارڈ اکثر کارآمد آدمی ثابت ہوتا ہے۔ خصوصاً اخباری نمائندوں کے لئے۔ اس کے ذریعے انہیں اخبار کے لئے ایسی خبریں مل سکتی ہیں جو سرخیوں کے ساتھ شائع ہوسکیں۔ حکومتی اراکان کو بھی اس سے کام کی باتیں معلوم ہوسکتی ہیں۔ جو ان کے پیشے کے لئے دوررس اثرات کی حامل ہوں۔

جب گیلری میں گرما گرم بحث ہورہی ہوتی ہے تو سینیٹ گارڈ کے کانوں میں حقیقتاً بہت مفید باتیں پہنچتی رہتی ہیں۔

لارنس کناٹ بھی ایسے افراد میں سے ایک تھا۔ ایک روز سڑک پر میری اس سے اتفاقیہ ملاقات ہوگئی۔ ہمارے درمیان گپ شپ ہونے لگی۔ پھر اس نے مجھ سے پوچھا کہ ''کیا میں اسے سینیٹ کی وزیٹر گیلری میں پہنچا سکتا ہوں۔ جہاں فارن ریلیشن پر ڈبیٹ ہونا تھی''۔ پھر میں نے دوسرے روز فون کرکے اسے بتایا کہ ''میں نے اس کے لئے ایک پاس حاصل کرلیا ہے۔''

پھر وہ اجلاس دیکھنے کے لئے پہنچ گیا۔ وہ اس وقت اپنی غم زدہ آنکھوں سے اشتیاق کے ساتھ ادھر متوجہ تھا۔ جب سیکریٹری آف اسٹیٹ تقریر کے لئے کھڑا ہوا تھا۔ اچانک ایک غیر متوقع چیخ فضا میں گونجی ..... اور سینٹرل امریکنوں کے چند متعصب افراد نے اپنے ہتھیار نکال لئے تھے اور اس بات کی کوشش میں لگ گئے تھے کہ وہ امریکی پالیسی کو بہ زور ہتھیار تبدیل کر سکیں۔ شاید قصہ آپ کے علم میں بھی ہو۔

ان کی تعداد تین تھی۔ دو کے پاس گنیں تھیں۔ ایک کے پاس ایک دستی بم تھا۔ پستول والوں نے دو سینیٹروں، ایک گارڈ کو زخمی کردیا تھا۔ میں وہیں موجود تھا اور کناٹ سے باتیں کررہا تھا۔ میں اس شخص کو تاڑ لیا تھا۔ جس کے پاس دستی بم تھا اور میں نے اسے پھرتی کے ساتھ دبوچ لیا۔ اس نے بھی ردِعمل میں جوابی حرکت کی اور ہاتھ میں پکڑا ہوا دستی بم جھٹکے کے ساتھ ہوا میں اچھال دیا۔ میں نے اسے پکڑ لیا تھا۔ مگر اس کا پھینکا ہوا دستی بم فضا میں تھا۔ اس کی پن بھی نکلی ہوئی تھی۔ پھر میں اسے جھپٹنے کے لئے لپکا ..... میرا دوست لارنس کناٹ مجھ سے آگے تھا۔ یہ منظر جیسے ایک ثانیے کے لئے فریز سا ہوگیا ..... کسی فلمی سین کے ایکشن کی طرح ..... اس جلسے میں وہ لمحہ کسی قیامت سے کم نہیں تھا۔

تمام معاملات بے حد سست اور ہولناک تھے۔ گھومتے ہوئے بم جیسے ہی زمین پر گرے۔ لارنس

کناٹ بھی اچھلتے ہوئے اس پر جا گرا۔ پیشتر لوگوں کے منہ سے دہشت بھری چیخیں نکل گئیں تھیں۔ میں بھاگتا بھاگتا ٹھٹھک گیا ..... میرے قدم جہاں تھے وہیں رُک گئے۔ ساخت ہوگئے۔ مجھے اپنے دوست لارنس کناٹ سے ایسی کسی بھی بات وعمل کی توقع نہیں تھی۔ اس نے مجھ سمیت وہاں موجود تمام عوام .....لوگوں کی زندگیاں بچانے کے لئے اپنی زندگی کی قربانی دینے کا فیصلہ کرلیا ہوگا ، وہ شہید ہونے لگا اور بلاشبہ شہید کا رتبہ سب سے اعلیٰ ہے۔ مجھے سو فیصدی یقین ہوگیا تھا کہ اب لارنس کناٹ مجھ سے ہمیشہ ہمیشہ کے لئے جدا ہوجائے گا۔ ہمیشہ کے لئے دور.....اس دستی بم کے پھٹنے کے ساتھ ہی لارنس کناٹ کے جسم کے بھی سینکڑوں بلکہ ہزاروں ٹکڑے ہوجائیں گے..... اور اس کے گوشت کے خون آلود لوتھڑے اِدھر اُدھر اُڑتے.....بکھرتے ہوئے جا گریں گے۔ شاید مجھ پر بھی اس کے جسم کے خون آلود گوشت کے لوتھڑے آن گرتے۔

Butاس سے پہلے کہ بم پھٹتے ہوئے کوئی جارہانہ ماحول پیدا کرتا، لارنس کناٹ نے بم پھٹنے سے قبل اپنے جسم کو بجلی کی سی تیزی سے حرکت دی اور کسی طرح اپنے جسم کے نیچے سے بم اس قدر دور اور نیم ویران سے گوشے میں پھینک دیا کہ جب وہ پھٹا تو.....کسی پر کوئی اور کسی قسم کی آنچ نہ آئی۔

کیونکہ بم بہرحال پھٹا ضرور تھا۔ البتہ اس کے ٹکڑوں سے کسی کو کوئی بھی زخم نہیں آیا تھا، اخباروں کی خبروں کے مطابق بم کے دھماکے سے لارنس کناٹ بے ہوش ہوگیا تھا۔ پھر وہ کوئی چھ گھنٹے تک غشی کی حالت میں ہی رہا تھا اور جب وہ غشی سے نکلا تھا.....اسے مکمل ہوش آیا، تب بھی وہ پورا دن نیم مردہ سا پڑا رہا تھا۔

اخبا والوں نے ہم دونوں کو ہیرو بنا کر پیش کیا تھا۔ خصوصاً لارنس کناٹ کو.....انہوں نے لارنس کناٹ کی بہت ہی تعریف کی تھی۔

☆.....☆.....☆

دوسرے روز میں اس سے ملنے گیا.....وہ مجھے دیکھ کر بے حد خوش ہوا تھا۔

وہ بولا۔ ''بروٹ۔ واقعی یہ ایک جان لیوا واقعہ تھا۔''

''لارنس۔ میں سمجھتا ہوں کہ تم نے میری جان بچائی ہے۔''میں نے اس کی طرف دیکھتے ہوئے افسردہ لہجے میں کہا۔

''معلوم نہیں۔ بس میں بم کی طرف لپکا تھا کہ اسے پھٹنے سے قبل کسی اور جانب پھینک دوں۔''

''اخباروں میں تمہاری جرأت کی بڑی تعریف لکھی گئی ہے۔ تمہاری بہادری کا یہ کارنامہ ہر نیوز پیپر میں شائع ہوا ہے۔'' میں نے اسے بتاتے ہوئے قابلِ تعریف انداز میں کہا۔ ''ان کا کہنا ہے کہ تم بجلی کی سی تیزی سے حرکت میں آئے تھے۔ کوئی بھی دیکھ نہیں سکا تھا کہ یہ سب بھلا ہوا کیسے.....؟''

''بھلا وہاں اس ہلڑ میں غور سے کون دیکھتا.....؟'' کناٹ نے سنجیدگی سے بولتے ہوئے کہا۔

میں نے ایک لمبی سانس لی اور پھر بولا۔'' But میں دیکھ رہا تھا۔''

وہ لمحہ بھر تک خاموشی کے ساتھ مجھے دیکھتا رہ گیا۔

میں دوبارہ بولا۔''میں تمہارے اور بم کے درمیان تھا۔ تم کسی بھی طرح مجھ سے گزر کر آگے نہیں جا سکتے تھے۔ نہ سامنے سے..... نہ اُوپر سے اور نہ ہی میرے اندر سے.....مگر پھر بھی تم بم کے اوپر پہنچ گئے تھے۔ میری سمجھ میں نہیں آ رہا کہ یہ کیسے ممکن ہے؟ میرا تو دماغ سوچ سوچ کر تھک گیا۔''

اس نے ایگری ہونے والے انداز میں اپنا سر آہستہ سے جھٹکا۔

''یہی نہیں.....تم بم پر گر گئے تھے۔ بلکہ یہ بم جب تمہارے جسم کے نیچے عین پھٹنے کو تھا، تو تم نے کسی طرح انتہائی سرعت اور بجلی کی سی تیزی سے کام لیتے ہوئے بم کو دور پھینک دیا بلکہ ایسے گوشے میں جو نیم ویران سا تھا اور جہاں کوئی شخص بھی نہیں تھا۔'' میں نے اس کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔''یہ بات مجھے معلوم ہے کیونکہ میں خود تمہارے اوپر تھا.....تمہارے نزدیک..... قریب.....اور جب بم پھٹا تو اس کے نزدیک بھی تم ہی تھے۔ بم پھٹنے پر اس کی رزسٹینس..... پریشر نے تمہیں گیلری کے فرش سے اُٹھا کر دور پھینک دیا تھا۔ اور تم ہوا میں تیرتے، گھومتے ہوئے اچھل کر زمین پر گرے تھے۔ مگر تم اس کے باوجود بھی Save رہے.....کیا تم نے کوئی بلٹ یا بم پروف لباس پہنا ہوا تھا.....؟ مجھے بتاؤ کناٹ! آخر یہ سب کیسے کیا تم نے؟''

اس نے اپنا حلق صاف کیا اور بولا۔''دیکھو..... بات دراصل.....''

''تمہید کی ضرورت نہیں ہے بالکل بھی۔'' میں نے فوراً اس کی بات دی تھی۔

اس نے اپنا چشمہ اُتار۔ اسے صاف کیا۔ پھر اپنی غمزدہ آنکھیں ملیں اور بڑبڑایا۔ ''تم نے شاید اخبار میں غور سے نہیں پڑھا۔ وہ بم بم ہم سے کوئی بلکہ کچھ گز بھر فاصلے پر جا کر پھٹا تھا۔''

''کناٹ .....'' میں نے بہت ہی سکون بھرے انداز میں اس سے کہا۔ ''میں خود اس جگہ موجود تھا۔ تم شاید یہ بات اگنور کر رہے ہو۔ تم بم کے بہت قریب تھے جب وہ پھٹا تھا۔ بلکہ یوں کہنا غلط نہیں ہوگا کہ تم بم کے اوپر ہی تھے۔ اور تم نے اس کی اس کے پھٹنے سے پیدا ہونے والی ساری رزٹینس، آگ اور دھماکے کو کسی طرح لاک کر لیا تھا۔ مانو جیسے خود میں سمو لیا ہو اور یہ بات میرے اور تمہارے سواء وہاں موجود کسی نے نوٹ کی۔ کیونکہ تم اس بھید سے واقف ہو اور میں نوٹس کر چکا ہوں۔''

اب وہ خاصہ ناخوش سا نظر آنے لگا تھا۔ اپنی کرسی پر کچھ ڈھیلا ہوتے ہوئے اس نے مجھے گھورا۔ لارنس کناٹ ایک مختصر سا آدمی تھا۔ کرسی بڑی سی تھی۔ اس میں وہ اور بھی مختصر سا لگا تھا مجھے..... وہ مجھے عجیب سی نگاہوں سے دیکھ رہا تھا۔

پھر وہ ہنسا۔ مجھے اس کی ہنسی نے حیران سا کر دیا۔ لگ رہا تھا جیسے وہ خاصا خوش ہو۔

''چلو ٹھیک ہے بروٹ .....'' اس نے میری طرف دیکھتے ہوئے کہا۔ ''آخر کار، جلد یا بدیر یہ بات مجھے کسی نہ کسی کو تو بتانی ہی تھی۔ تم ہی سہی..... تم میرے قابلِ اعتماد اور اچھے دوست ہو۔''

وہ ایک لمحے کے لئے رُکا اور پھر ایک لمحے کے توقف کے بعد اس نے بولنا شروع کیا۔ تاہم میں یہاں وہ باتیں تو نہیں بتاؤں گا جو لارنس کناٹ نے مجھ سے کیں..... کہ اس نے مجھ سے کیا کہا تھا۔ ہاؤ ایور اس کا کچھ حصہ ضرور..... بتاؤں گا۔ بس وہ حصہ چھپاؤں گا جو اہم ترین ہے۔ یہ اہم ترین حصے کو میں کسی کو بھی نہیں بتا سکتا۔ لارنس کناٹ نے بولنے کی شروعات کچھ اس طرح کی تھی۔

''مجھے اُمید ہے بروٹ کہ تمہیں شاید وہ باتیں یاد ہوں گی۔'' ذرا توقف کے لئے وہ رُک کر مسکرایا۔ یہ خاصی شفیق سی مسکراہٹ تھی۔ ''میرا مطلب ان بحثوں سے ہے، جو ہمارے درمیان کیفے ٹیریا میں بیٹھ کر ہوا کرتی تھیں۔

''تم نے غالباً ایک بار کہا تھا کہ آدمی کے دماغ کے اندر بہت سی قوتوں کے علاوہ ایک قوت سائیکوکن سس کی بھی ہوتی ہے۔ کیا اس طرف اشارہ کر رہے ہو تم.....؟'' میں نے اس کی

طرف دیکھتے ہوئے پُرخیال انداز میں کہا۔ ''اگر میں غلط نہیں ہوں تو یقیناً تمہارا اشارہ اسی طرف ہے۔ کیوں ہے ناں.....؟''

''ہوں۔ گویا تمہیں یاد ہے.....!'' اس نے مثبت لہجے میں کہا۔

''ہاں۔ تم نے کہا تھا کہ ذہن کی قوت سے انگلی تک ہلائے بغیر کسی اور ذریعے سے آدمی اپنے جسم کو فوراً سے کسی بھی جگہ سے کسی اور جگہ منتقل کرسکتا ہے۔ تم نے کہا تھا کہ دماغ کے لئے کچھ بھی ناممکن نہیں ہے۔'' اس سے یہ بات کہتے ہوئے مجھے لگ رہا تھا۔ جیسے میں اول درجے کا احمق انسان ہوں اور تھی بھی یہ ایک ایسی ہی بات..... بھلا سوچ کے ذریعے جسم کس طرح..... کسی ایک جگہ سے کسی اور دوسری جگہ جا سکتا ہے۔ ٹرانسفر ہوسکتا ہے۔ مگر میں گیلری میں موجود تھا۔ میں نے اپنے ہونٹوں کو زبان سے تر کیا اور لارنس کناٹ کی طرف دیکھا۔

''میں پسینے میں نہایا ہوا تھا۔'' لارنس کناٹ نے کہا۔ ''ذرا تصور کرو۔''

مجھے اُمید ہے کہ میری حیرت میرے چہرے سے بھی ظاہر ہوئی ہوگی۔ Because اس نے میرا شانہ تھپکا تھا۔ سنجیدہ ہوتے ہوئے اس نے میری طرف دیکھا۔

''بالکل بروٹ..... تم غلطی پر ہو۔ مگر ٹھیک بھی ہو۔ بے شک تنہا دماغ کچھ بھی نہیں کرسکتا۔'' کناٹ نے کہا اور اس کی آنکھیں چمک اُٹھیں تھیں۔ ان میں ہیجانی کیفیت اُبھر آئی تھی۔

''But'' وہ دوبارہ بولتے ہوئے کہنے لگا۔ ''کچھ ایسی تکنیکی اور طریقے ہیں جو ذہن کو مادی قوتوں سے منسلک کر دیتے ہیں.....'' اس کا لہجہ رواں ہوگیا تھا۔ ''اور تم جانتے ہو کہ ہم جو کام کرتے ہیں وہ مادی قوتوں سے ہی کرتے ہیں۔ اس کے ذریعے تو ہر چیز ممکن ہوتی ہے۔ سمندر پر پرواز کی جاسکتی ہے۔ صرف چند سیکنڈز بھر میں..... کسی بم کے دھماکے کو بھی دور کیا جاسکتا ہے اور تم نے یہی کام مجھے کرتے ہوئے دیکھا تھا۔ مگر اس کے لئے انرجی یا توانائی درکار ہوتی ہے۔ دراصل فطری قوانین سے مضر نہیں..... نتیجے میں پورا ایک دن، میں لارنس کناٹ تقریباً مفلوج حالت میں پڑا رہا تھا مگر یہ ایک مشکل کیس تھا۔ کسی گولی کو ہدف سے ہٹانے کا کام نسبتاً زیادہ آسان ہوتا ہے۔ اس سے بھی آسان کام یہ ہے کہ چیمبر میں سے کارتوس نکال کر جیب میں رکھ لیا جائے تاکہ گولی چل ہی نہ سکے۔ کیا تم انگلینڈ کے شاہی تاج کا ہیرا چاہتے ہو.....؟ میں چاہوں تو اسے بھی تمہارے لیے حاصل کرسکتا ہوں میرے دوست۔''

''کیا تم مستقبل کے بارے میں بتا سکتے ہو.....؟'' میں نے کناٹ سے پوچھا۔

''نہیں .....''اس نے سوچتے ہوئے کہا۔''مگر یہ تو توہم پرستی ہے.....''

'' خیال خوانی کے بارے میں کیا کہتے ہو.....؟'' میں نے اس کی بات کاٹتے ہوئے پوچھا۔

''تمہیں کچھ پُرانی باتیں اور یاد آگئیں ہیں شاید.....'' اس نے عام فہم لہجے میں بولتے ہوئے کہا۔ اب اس کے تاثرات صاف ہوگئے تھے۔ پھر اس نے اپنے چہرے کا رُخ میری طرف کیا۔''مگر نہیں ..... یہ بھی ممکن نہیں ہے۔ ہوسکتا ہے کہ آئیندہ دنوں میں اس سلسلے میں کچھ سامنے آجائے مگر فی الحال ایسا ممکن نہیں۔ تاہم اور بھی ایسی بہت سی باتیں ایسی ہیں جو اسی قسم کی کہی جاسکتی ہیں مگر وجود.....ان کا ہوتا ہے بھی.....بس ماننے اور نہ ماننے کی بات.....اپنی اپنی ہوتی ہے۔ جو دیکھتا ہے۔ وہ مانتا ہے۔ متاثر ہوتا ہے۔ ان میں صرف مختلف الفاظ کو مہارت، دماغ کا فنکشن یا پُراسرار، جادو اور تجربے کی حرکات اسراری ہوتی ہے۔ میں چند ایسی باتیں مانتا ہوں اور انہیں کرسکتا ہوں۔ میں جاری لمحے میں..... حال میں..... ہونے والی ہر بات سن سکتا ہوں۔ میں جو کچھ دیکھنا چاہوں ..... دیکھ سکتا ہوں چاہے وہ دُنیا میں کسی بھی جگہ ہو رہا ہو۔ بے شک یہ ایک مشکل کام ہے۔ اٹ از سو ہارڈ ورک .....But میرے امکان سے باہر نہیں..... میں نے مریخ سیارے کو بھی دیکھا ہے۔ یہ بالکل ایک چٹانی تودے جیسا ہے۔''

میں نے اپنا حلق صاف کیا۔

'' مجھے تم اپنا کوئی عملی مظاہرہ دکھاؤ.....!'' میں نے خواہش کی۔

میری یہ بات سن کر کناٹ مسکرایا۔ اب اسے مزہ آنے لگا تھا۔ برسوں سے وہ اس راز کو اپنے سینے میں چھپائے ہوئے تھا۔ اپنے تک رکھے ہوئے تھا۔ اس دن سے جب اپنی تحقیق میں پہلا سراغ پایا تھا۔ آج تک درمیان میں نا جانے کتنا وقت اس نے تجربے کرتے ہوئے گزارا تھا۔ کتنی بار وہ ناکام ہوا تھا۔ اب اسے یہ سب باتیں کسی سے کہنے کی اغلب ہو رہی تھی۔ وہ بہت خوش تھا۔ اس بات پر کہ اسے کوئی معقول سننے والا ہمراز مل گیا تھا۔

''اچھا تو تم کچھ دیکھنا چاہتے ہو.....!''اس نے کہا۔''ٹھیک ہے۔''

اس نے کمرے میں اِدھر اُدھر نظر دوڑائی۔ پھر میری طرف مڑ کر بولا۔''بروٹ! ذرا ادھر کھڑکی کی طرف دیکھو۔''

میں نے اس طرف نگاہ ڈالی۔ وہ آپ سے آپ کھل رہی تھی..... پھر اس کے دونوں پٹ

خود بخود.....آپ سے آپ ہی بند ہو گئے۔

''اب ذرا ریڈیو(Radio) کی طرف دیکھو۔'' مجھے کناٹ کی آواز دوبارہ سنائی دی۔

میں نے سر گھما کر ریڈیو کی سمت دیکھا۔ مجھے'' کلک'' کی آواز سنائی دی اور ریڈیو سیٹ خود بخود آن (On) ہوتے ہوئے بجنے لگا۔میری حیرت کی کوئی انتہا نہ تھی۔ میری آنکھیں حیرت سے پھیلتے ہوئے سائیڈوں میں جالگیں تھیں۔ مجھے یوں لگا جیسے کناٹ کوئی بہت بڑا جادوگر ہو۔

اس کے بعد ریڈیو دوبارہ کلک کی آواز کے ساتھ آف ہو گیا۔

''دیکھتے رہو ریڈیو کی طرف.....'' کناٹ کی آواز میرے کانوں سے ٹکرائی۔

میں نے ریڈیو پر نظریں جمائی رکھیں۔ پھر مجھے حیرت کا ایک جھٹکا لگا۔ ریڈیو اپنی جگہ سے یکلخت غائب ہو گیا۔اس سے پہلے کہ میں کناٹ سے کچھ کہتا۔ ذرا دیر بعد ہی وہ ریڈیو اسی جگہ موجود تھا۔ وہ دوبارہ نمودار ہوتے ہوئے واپس اپنی جگہ پر آ چکا تھا۔

''میں نے اسے ماؤنٹ ایوریسٹ پر پہنچا دیا تھا۔'' لارنس کناٹ نے ہانپتے ہوئے کہا۔

میں نے ریڈیو کا الیکٹرک پلگ تار سے جدا ہوتے ہوئے دیکھا تھا جو کہ زمین پر گر گیا تھا۔

''اوہ۔'' مجھے کناٹ کی کراہ کی آواز سنائی دی۔''بس اب مجھ میں دم نہیں رہا۔''

وہ ذرا دیر تک سانسیں درست کرتا رہا۔ پھر وہ بولا۔''اب میں تمہیں ایک ذرا مشکل ..... ٹف سا کام کر کے دکھاتا ہوں۔'' پھر اس نے ریڈیو کی طرف اشارہ کیا۔''اب میں اس بغیر تار کے ریڈیو کو چلا کر دکھاؤں گا۔الیکٹرونکس خود۔'' کناٹ نے اپنا منہ بند کیا۔

وہ بڑے غور سے ریڈیو پر نگاہیں جمائے ہوئے تھا۔میں نے اس کے ڈائل کو خود بخود حرکت میں آتے ہوئے دیکھا۔ پھر اس کے اندر کھڑکھڑاہٹ ہوئی۔ میں ہونٹوں پر ہونٹ جمائے ہوئے اپنی جگہ سے اُٹھ کھڑا ہوا۔ میں لارنس کناٹ کے عقب میں تھا۔ٹھیک اس کے سر پر..... وہ چونکہ ریڈیو کی طرف متوجہ تھا، اس لئے اسے میری موجودگی کے بارے میں علم نہیں ہوا۔ قریبی ٹیبل پر ٹیلی فون رکھا ہوا تھا۔ میں نے ایک زبردست خطرہ مول لیا۔مگر میں ناکام نہیں رہا۔ ریسیور اُٹھا کر میں نے سر کے قریب بلند کیا اور زبردست انداز میں اس کی کنپٹی پر دے مارا۔ ریسیور کی ضرب اس کی کنپٹی پر بے حد کاری ثابت ہوئی تھی۔اس کے منہ سے ہلکی سی کرب ناک چیخ نکلی تھی اور پھر وہ تیورا کر وہیں فرش پر گر گیا۔ میں نے قدرے طاقت سے مزید دو

ضربیں اور لگائیں اور مجھے یقین ہوگیا کہ اب وہ کافی دیر تک بے ہوش ہی رہے گا۔ میں نے اسے سیدھا کیا اور ریسیور واپس کریڈل پر رکھ دیا۔

میں نے تمام کمرے کی اچھی طرح تلاشی لی، مجھے اپنے کام کی چیز ایک دراز میں سے مل گئی۔ یہ اس کے نوٹس (Notes) تھے۔ یاداشتیں، ساری معلومات، وہ راز.....جن کی بدولت یہ سب کچھ کس طرح کیا جاسکتا تھا۔ سب کچھ تو تھا یہ سب.....

میں نے دوبارہ ریسیور اُٹھایا، کناٹ کو ضرب لگانے کے لئے نہیں..... بلکہ فون کرنے کے لئے۔ میں نے نمبرز ڈائل کیے اور ریسیور کان سے لگا لیا۔ یہ فون میں نے واشنگٹن پولیس کو کیا تھا۔ فون کرنے کے بعد میں پاس پڑے ہوئے ایک صوفے پر بیٹھ گیا۔ میں پولیس کے آنے کا انتظار کر رہا تھا۔ پھر جب مجھے ان کی گاڑیوں کے سائرن سنائی دیئے تو میں جلدی سے اُٹھ کھڑا ہوا۔ میں نے اپنی سروس گن سیدھی کی .....اور فرش پر پڑے ہوئے کناٹ کے قریب پہنچ گیا۔ وہ اس دوران بے ہوشی کے عالم میں محو تھا۔ میں نے گن کی نال اس کے حلق پر لگا کر ٹریگر دباتے ہوئے فائر کر دیا.....

دھماکے کے ساتھ گن نے جھٹکا کھاتے ہوئے قہقہہ لگایا، کناٹ کا بدن پوری جان سے تڑپ کر یکلخت ساکت ہوگیا.....خون کے سرخ سرخ چھینٹے میرے جسم ولباس کے ساتھ فرش پر اِدھر اُدھر برستے چلے گئے۔ مجھے اپنے عقب میں بے شمار قدموں کی آوازیں سنائی دے رہی تھیں۔ دو گاڑیوں میں غالباً بیس، پچیس پولیس والے آئے ہوں گے۔ تاہم میں وہاں سے آسانی سے بھاگ سکتا تھا۔ مگر میں وہاں سے ایک قدم بھی نہیں ہلا..... کیونکہ میں دوسرا کناٹ نہیں بننا چاہتا تھا.....پھر یکلخت دھماکے کے ساتھ میرے عقب میں دروازہ کھلا.....

☆.....☆.....☆

دیکھیئے..... میں نے کہا تھا ناں کہ میں لارنس کناٹ کو بہت اچھی طرح سے جانتا ہوں۔ ہم دوست تھے اور مجھے اس پر بے حد اعتبار تھا۔ مگر یہ معاملہ بہت اہم تھا۔ زندگی سے بھی اہم ترین۔

یہ صرف (23 Words) یعنی 23 الفاظ تھے۔ جن کے ذریعے سب کچھ کیا جاسکتا تھا۔ انہی 23 الفاظ کے ذریعے کناٹ یہ سب کچھ کر رہا تھا۔ یہ تمام جادوگری انہی 23 الفاظ کی ہی تھی۔ جو کوئی بھی پڑھنا جانتا تھا۔ ان 23 الفاظ کو پڑھ کر یہ کام کرسکتا تھا۔ حتیٰ کہ مجرم لوگ،

غدار افراد، بے اور با وفا انسان، من پسند اشخاص، نیک و برے مقاصد کے خواہاں لوگ، پاگل اور سبھی آدمی..... یہ 23 الفاظ پر مشتمل فارمولا سب ہی استعمال کر سکتے ہیں۔ یہ 23 الفاظ ہر ناممکن کام کو ممکن کر دیتے ہیں۔ ان سے وہ سب کچھ کیا جا سکتا ہو جس کی آپ کو خواہش رہی ہو یا..... ہے۔ اچھے کام بھی اور غلط کام بھی..... سب سرنجام دے سکتے ہیں۔ سب کچھ آپ کے دماغ وسوچ پر منحصر ہے۔

لارنس کناٹ دیانت دار آدمی تھا اور ایک اچھا آئیڈیالسٹ بھی تھا..... مگر ذرا سوچیئے.....! اگر کسی آدمی کو خدائی مل جائے تو اس کا کیا حال ہو سکتا ہے؟ فرض کریں آپ کو صرف 23 الفاظ بتا دیئے جائیں۔ جن کی مدد سے آپ بینکوں کے سیف توڑ سکیں۔ بند کمروں میں گھس سکیں۔ دیوار کے آر پار جا سکیں..... ایک شہر سے دوسرے شہر یا ایک ملک سے کسی بھی دوسرے ملک بغیر کسی ویزے اور پاسپورٹ کے آ..... اور جا..... سکیں۔ کوئی حد بندی نہ ہو آپ کے آگے۔ بڑے بڑے مجرموں کی گرنیں توڑ سکیں۔ بڑے بڑے عہدداروں کے سر آپ کے آگے جھک جائیں..... فرض کریں کہ گولی سے آپ کو کوئی نقصان نہ پہنچے..... بم آپ کو اُڑا نہ سکے یا آپ پلک جھپکتے ہی میلوں کا فاصلہ طے کر لیں.....! تو پھر.....؟

کہتے ہیں ''طاقت کا نشہ بہت بڑا ہوتا ہے۔''

یہ آدمی کو آدمی نہیں رہنے دیتا۔ انسان کو شیطان بنا دیتا ہے اور پھر اگر مکمل اقتدار مل جائے تو پھر.....؟

اس دنیا میں ہم سب انسان ہیں..... اور جانوروں سے بدتر بھی ہم..... ہم سب یہاں اچھا بننے کا ڈرامہ کرتے رہتے ہیں۔ سب لوگ طاقت اور دولت کے پیچھے بھاگتے ہیں۔ کسی کو کسی سے کوئی سروکار نہیں ہے۔ یہاں صرف وہی انسان اچھا ہے جس کے پاس دولت نہیں۔ طاقت نہیں۔ دولت و طاقت کا نشہ ملتے ہی وہ انسان فرعون اور خبیث درندہ بن جاتا ہے۔ ہر انسان کے اندر ایک جانور ہے۔ جو دولت اور طاقت اور اونچے سے اونچے (Status) رتبے کی تاڑ میں رہتا ہے۔ کیونکہ وہ ان چیزوں کے ملنے سے پہلے کسی کا کچھ بگاڑ نہیں سکتا ناں..... اس لئے اچھائی کی باتیں کرتا ہے۔ نیکوکار بنتا ہے۔ اپنے سے اوپر ہائی لیول لوگوں، دولت مندوں سے جلتا ہے۔ حسد کرتا۔ ہر انسان یہاں ایک دوسرے کو دھوکا دینے کی سعی میں لگا ہوا ہے۔ کچھ بھی خالص نہیں ہے یہاں۔ یہاں پیار، محبت، عشق..... تک دولت کے آگے جھکتا ہے۔

آپ کے پاس دولت، طاقت، اور ہائی اسٹیٹس ہے تو آپ سے اچھا کوئی انسان نہیں اس دنیا میں۔آپ کی ہر برائی، غلط کاری، زبان، رنگ ونسل، وغیرہ سب کچھ دنیا والے اپنائیں گے خوش دلی سے۔ یہاں وہی اچھا انسان کہلاتا ہے جو ایک جانور ہے اور جعل ساز ہے۔ایسا نہیں ہے کہ سچے، کھرے، سونے کے دل والے انسان ختم ہو چکے ہیں۔ وہ بھی اس دنیا میں ہیں..... ہمارے معاشرے میں۔مگر ان کو اندر اور باہر سے قتل کیا جا رہا ہے۔اپنے اقتدار و دیگر نفسانی خواہشوں کی بھینٹ کی عوض۔

23 Words.....یس یہ 23 الفاظ ایسے راز ہیں جو مکمل اقتدار ہیں۔جو چاہیں کر سکتے ہیں۔ جسے چاہیں ..... جو چاہیں..... کر سکتے ہیں۔کسی کو کسی بھی وقت کسی بھی جیل تک سے نکال سکتے ہیں۔

مگر میں کسی کو بھی یہ 23 الفاظ نہیں بتاؤں گا۔ اپنے پڑھنے والے قارئین کو بھی نہیں..... بے شک لارنس کناٹ میرا دوست تھا۔ بہت اچھا دوست۔مگر میں نے اسے نہایت سرد انداز میں مار ڈالا تھا۔ مجھے معلوم تھا کہ میں کیا کر رہا ہوں۔سب صرف یہ تھا کہ اس پر بھروسہ نہیں کیا جا سکتا تھا۔اس عظیم راز کے ساتھ اس پر اعتبار نہیں کیا جا سکتا تھا۔ جو اسے ساری دُنیا کا آقا بنا سکتا تھا۔

قارئین..... مجھ پر غصہ مت ہوں۔آپ سوچ رہے ہوں گے کہ مرنے کے ساتھ ساتھ یہ ''23 الفاظ'' کا عظیم فارمولا میں اپنے ساتھ فنا کرنے جا رہا ہوں۔ راز کو راز ہی بنا رہا ہوں۔ کوشش کیجئے کہ یہ 23 الفاظ کا فارمولا کوئی مجھ سے حاصل کر لے۔اب آپ کے ذہن میں سوال اُٹھے گا کہ میں یعنی بروٹ تو مرنے والا ہوں۔ پھر کیسے.....؟ چلیے چپکے سے ایک بات ہونٹوں پر لے ہی آتا ہوں۔

However مجھ پر اعتبار کیا جا سکتا ہے۔

(ختم شد)

خودغرضی، مطلب پرستی آوارگی کی لرزہ براندام کرتی.....ناقابل فراموش کہانی

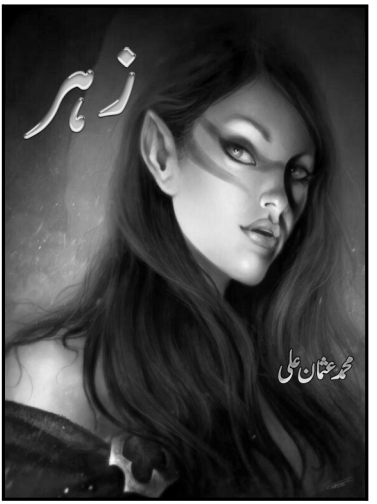

زہر

مصنف.....محمد عثمان علی

خاور ــــ ایک غریب گھرانے کا لڑکا، جس کے گھر والوں کی اس سے بڑی اُمیدیں وابستہ تھیں۔مگر.....

خاور ــــ جو معاشرے کی غلط کاریوں کا شکار ہو کر برائیوں کی دلدل میں اُتر گیا۔پھر.....؟

حسین صاحب ــــ جس کے پورے اسکول میں ایک ہنگامہ پھیلا ہوا تھا۔اور.....!

فتح خان ــــ ایک کتاب فروش دوکاندار۔جو بے حد پریشان تھا۔مگر کیوں.....؟

جمال صاحب ــــ جس کے گھر میں آصف، شفت اور خاور نے داخل ہونا تھا۔کیوں.....؟

کہکشاں ہوٹل ــــ جہاں آصف کا انتہائی پُراسرار انداز میں قتل ہو گیا تھا۔کیسے.....؟

اجنبی لڑکی ــــ جس کی تلاش سلیم، شفقت، اور خاور کو تھی اور وہ گدھے کے سر سے سینگ کی طرح غائب ہو چکی تھی۔وہ لڑکی کون تھی.....؟

ضرش ــــ جسے خاور نے لفٹ دی تھی۔مگر.....!!

حساس موضوع پر لکھی گئی معاشرے کی عکاسی کرتی ڈر ڈائجسٹ میں شائع ہونے والی ایک پُراسرار، لرزہ براندام حقیقی کہانی۔

عثمان پبلی کیشنز
مہر آباد روڈ
میاں چنوں
Usman Publications
Mob:0300-6913282

ایڈونچرس، سنسنی خیز، اسرار و تحیر، دہشتناک، عشق و محبت، طنز و مزاح، سائنس فکشن، سسپنس، ایکشن اور سراغرسانی سے بھرپور کہانیوں کے ماسٹر مائینڈ مسٹری رائٹر محمد عثمان علی کے پُراسرار قلم سے لکھے گئے ناول۔

سوطاک	مقسوم
خوشبو	جن سان
اجنبی	گفٹ
طوسام	حیوان
سلگتے گلاب	راز
بھید	خوف
گمراہ	جھوٹی کہانی
نامہ	مغرور
جن میزبان	تلاش
آبِ بقا	سل خوردہ
زہر	ہمواش
معصوم ڈائن	سوطاک دیوتا
خالی قبر	نیکسٹ
چیمپئن	سیاہ بت

عثمان پبلی کیشنز
مہر آباد روڈ
میاں چنوں
Usman Publications
Mob:0300-6913282

عثمان پبلی کیشنز مہر آباد روڈ میاں چنوں

محمد عثمان علی